



تعمیق دین کابوت



پیشینہ پیشینہ
پیشینہ پیشینہ

پیشینہ پیشینہ
پیشینہ پیشینہ

پیشینہ پیشینہ
پیشینہ پیشینہ
پیشینہ پیشینہ

پیشینہ پیشینہ
پیشینہ پیشینہ
پیشینہ پیشینہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

العدد: (۱۸۷۱) حبش با رسولی (اللہ سبحانہ)

دن تعین کرنے کا ثبوت

مصحف

فیض ملت، آفتاب المصطفیٰ، امام الناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با (۱۸۷۱)

محمد کاشف اشرفی عطاری

فائر



قطب ہدایہ پبلشرز (کراچی)

اشاعت : جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ، ستمبر ۲۰۰۱ء

صفحات : 32

کمپوزنگ : (الربیعہ) گرافکس (4920983)

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
4	مقدمہ	۱
5	فہرست تعین عرفی	۲
5	تعین مذموم	۳
7	باب 1 احادیث مبارکہ	۴
8	تبصرہ اوہی غفرلہ	۵
9	تعین محمود بیہ مصلحت	۶
14	سوال	۷
14	جواب	۸
15	باب 2 بریلوی مسلک	۹
21	مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ	۱۰
23	باب 3 گھر کی گواہی	۱۱
27	غیر مقلدین کا پیشوا	۱۲
28	عقلی دلائل	۱۳
31	محاضرات کی نقاب کشائی	۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ الصَّلٰوةُ
وَ التَّسْلِیْمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ وَ عَلٰی آلِهِ وَ اصْحَابِهِ
اَجْمَعِیْنَ .

اما بعد! تجربہ شہاد ہے کہ جسے امر میں اندرونی طور ضد ہو وہ اس کے خلاف طرح
طرح کے حیلے بناتا ہے۔ چونکہ وہابیوں، دیوبندیوں کو رسول اکرم ﷺ اور اولیائے
کرام کی عظمت و شان سے ضد ہے اسی لئے ان کے مقلقات کو روکنے کے لئے ہزاروں
حیلے بہانے بناتے ہیں مثلاً کبھی شرک کا خطرہ کبھی بدعت کی آڑ کبھی عظمت شان پر
دلائل کرنے والی روایات کو موضوع، ضعیف وغیرہ کہہ دیتا۔ یہی حال اہلسنت کے
معمولات کے متعلق ہے کہ کھل کر تو انکار نہیں کر سکتے کہ ان پر معتزلہ کی چھاپ کا
خطرہ ہے اسی لئے مختلف حیلے بہانوں سے انہیں روکنے کے واسطے ہیں مثلاً ایصال
ثواب اہل سموات کے لئے حق ہے اسکا انکار معتزلہ کو تھا۔ اب یہ معتزلہ کے مذہب کو
زندہ کرنے کے لئے سراہا تو کچھ نہیں کہہ سکتے اسی لئے دوسرے حیلے بناتے ہیں مثلاً
ایک غلط قاعدہ اختیار کر کے اولیاء کرام کے اعمال و اہل سموات کے لئے تیجہ، جہلم،
جعرا تیں، یونہی سیلا، شریف و دیگر معمولات کے لئے کہہ دیا کہ ہم ایصال ثواب وغیرہ
کے تو قائل ہیں لیکن چونکہ یہ امور متعین کر کے عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا ناجائز ہیں
اور بدعت ہیں وغیرہ وغیرہ انکی بدعات کے جوابات تو فقیر نے دوسرے رسائل میں
لکھے ہیں یہاں صرف انکے تعین کے غلط قاعدہ کا رد کرنا مطلوب ہے اسی لئے رسالہ
کا نام رکھا ہے۔

”ثم المتعین فی تحقیق التعین عرف مرئی تعین کا ثبوت“

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ الْكَرِیْمِ
وَ عَلٰی آلِهِ وَ اصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ .

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان یکم ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

مقدمہ

شرعی امور کے لئے دن مقرر کرنا از روئے شرع شریف جائز اور اس کا جواز کتب علمائے کرام میں بالصریح موجود ہے۔

”تعیین و تخصیص دو قسم ہے (۱) شرعی، عادی، خود شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لئے کسی وقت کو خاص کر دیا ہو اس کے سوا کسی دوسرے وقت میں نہ ہو جیسے ایامِ حج کر قربانی کے لئے اس سے تقدیم و تاخیر درست نہیں ہو خیم نماز کی رکعات۔ دو فرض فجر چار چار فرض ظہر، عصر، عشاء اور تین فرض مغرب ہو خیم رکعات سنن وغیرہ اور رکعات اذان۔ ان میں ثواب کی نیت سے کی بیشی جائز نہیں۔ اس قسم کی تعین سے جانچنا و دیکھنا دیتے ہیں کہ ثواب کی نیت سے کوئی شخص اضافہ و تریم نہیں کر سکتا۔ ہم انکے جواب میں کہیں گے کہ شرعی تعین ہو چکی اس میں اضافہ و تریم کا کسی کو حق نہیں ہماری گفتگو دوسری تعین میں ہے۔ انکی تفصیل آتی ہے۔ ہو خیم بعض مبادیات کا ثواب شریعت مطہرہ نے متعین فرمایا ہے مثلاً نماز عشاء تا ثلث اللیل کا زیادہ ثواب بہ نسبت نصف اللیل تا قبل صبح صادق کے۔

(۲) مطلق کمال کو عرف اور ضرورت کے مطابق متعین کیا جائے اسے تعین مرنی کہا جاتا ہے۔ انکی شرعی اور بخودی بزاروں مثالیں ہیں مثلاً نوافل جب پڑھو جتنا پڑھو (سوائے اوقات ممنوعہ و محرومہ کے) اگر کوئی کسی مصلحت سے اوقات مقررہ میں چند نوافل کا التزام کرتا ہے تو اسے لے جاتا ہے۔

ہو خیم درود شریف پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں جب چاہو جہاں چاہو پڑھو اذان سے پہلے اور بعد کو یا انکے مابین جہاں کہیں بھی ہو اسے مقرر کرنا بھی ایک مباح امر ہے ہو خیم دعا کا کوئی وقت مقرر نہیں جب چاہو جہاں چاہو۔ جنازہ غیر جنازہ وغیرہ کی تعین میں نہیں اگر کوئی مصلحت سے وقت مقرر کرنا ہے تو وہ مباح ہے۔ وغیرہ وغیرہ

فہرست تعیین عرنی

کسی امر شرعی و دنیوی کو بوجہ مصلحت تعیین کر کے عمل میں لایا جائے تو کوئی شرعی قباحت نہیں بلکہ ہر مذہب میں وہ معمول ہے۔ اور اسکی فہرست بھی طویل ہے چند امثلہ ملاحظہ ہوں۔

نمبر شمار	نام عمل مع مختصر کیفیت
۱	اوقات الصلوات کہ پس پیش ہو تو امام صاحب کی خیر نہیں۔
۲	اوقات روزہ، بحری مقرر کر کے۔
۳	اوقات الزکوٰۃ، کہ سال میں رمضان یا ربیع میں ادا ہوگی۔
۴	اوقات الحدیث کہ صبح و شام کے اکتابے سے اکتابے تک۔
۵	اوقات جلسہائے اسلامیہ کہ فلاں ماہ فلاں تاریخ کو ہو گئے۔
۶	انکام تعلیم میں سالانہ ہفتہ وار نصیحتیں (خلاصہ شبانہ نصف شہال اور جمعہ غیرہ)
۷	شادی بیاہ وغیرہ کی تاریخیں وغیرہ وغیرہ

ان امور کے علاوہ و شمار امور ہیں جن میں بوجہ مصلحت تعیین کی جاتی ہے اور اس تعیین کو ضروری بھی نہیں سمجھا جاتا بوقت ضرورت آگے پیچھے کیا جاتا ہے جو نمی ہمارے مسائل کو سمجھنے کہ مصلحت میلا و شریف، عرس شریف، گیارہویں شریف اور سالیانے، جمعراتیں، قل خوانی، جہلم وغیرہ وغیرہ کی تعیین برائے مصلحت ہوتی ہے۔

تعیین مذموم

اگرچہ اس تعیین کے بیان کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ مخالفین تعیین مذموم سے عوام کو ڈراتے دھمکاتے ہیں اسی لئے اسکی وضاحت عرض کر دوں۔ اگرچہ انکا تعیین مذموم بھی اپنی بنائی ہوئی ہے جس میں ہمارے مسلک کو کوئی دخل نہیں۔

تعیین مذموم یہ ہے کہ غیر مصلحتی عمل کے لئے عقیدہ رکھنا کہ فلاں عمل فلاں تاریخ یا فلاں

وقت میں کر دینا تو ثواب ملیگا ورنہ نہیں مثلاً نماز تعین ہمارے معمولات کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ گیارہویں یا عرس یا میلاد وغیرہ تاریخ تعین پر ضروری ہے نہیں کرینگے تو ثواب نہ پائیگے یہ نماز تعین کا اہلسنت پر صریح بہتان اور سراسر جھوٹ ہے جس کی انہیں قیامت میں سزا ملے گی اور سخت ہے کیونکہ تمام اہل اسلام خواص و عوام کو معلوم ہے کہ ہم میلاد شریف و عرس اور گیارہویں وغیرہ کے لئے تاریخ نہ فرض سمجھتے ہیں نہ واجب بلکہ مصلحت کے طور پر بھی مقرر وقت پر کرتے ہیں ورنہ یہ امور آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں اور اگر کوئی ایسی تعین کو فرض یا واجب سمجھتا ہے تو وہ اسکا تعین کا عقیدہ غلط ہے نہ کہ نفس فعل حرام ہو گیا یہ تو ایسے ہے کہ کوئی نماز، روزہ، حج وغیرہ کی غلطی کرتا ہے تو غلطی دور کرائی جائیگی نہ کہ نماز، روزہ اور حج بھی بند کر دیا جائیگا، ہر میں درد ہو تو پھر ایسا غلط عقیدہ صرف معمولات مذکورہ میں نہیں بلکہ جس شرعی امور میں ایسی نیت کرے کہ فلاں عمل ایسے کر دینا تو ثواب ملیگا ورنہ نہیں مثلاً قدری تا شامی تمام کتب فقہ میں ہے کہ کوئی شخص کسی نماز کی رکعت کے لئے سورت معینہ کر کے اس نیت سے پڑھے کہ یہی سورت اسی رکعت میں پڑھوں گا تو نماز ہوگی ورنہ ثواب نہ ملیگا تو ایسی نماز ناجائز ہے اگر یہ نیت نہ ہو بلکہ کوئی اور مصلحت ہو تو بلا کراہت نماز جائز ہے بلکہ نیت میں اخلاص ہے تو نوید جنت بھی جیسے ایک جلیل اللہ رحمانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ آتا ہے کہ وہ نماز فرض کی ہر دو پہلی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھ کر پھر سورۃ اخلاص ضرور پڑھتے۔

خلاصہ یہ کہ تعین غیر ضروری کو ضروری سمجھ کر عمل کرنا تعین مذموم ہے اگر یہ عقیدہ ارادہ نہ ہو تو وہ تعین محمود ہے۔ نماز تعین محض دھوکہ و فریب سے تعین مذموم اپنی طرف سے گھڑ کر ہمارے معمولات پر حرام و ناجائز کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔ فقیر کی تقریر مذکور نہ نظر رہی تو نماز تعین اپنی منہ کی کھا لیگے۔

باب 1 (احادیث مبارکہ)

(۱) عن محمد بن ابراهیم قال کان النبی ﷺ یاتی قبور الشهداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار و ابو بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(رواہ محمد بن جریر الطبری)

حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین ہر سال کے سرے پر شہدائے احد کی قبور پر تشریف لے جاتے اور سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار ط فرماتے پوچھی حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کرتے۔

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ کان یاتی احداً کل عام فاذا نفوہ الشعب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدار (رواہ ابن منذر و ابن مردویہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر سال احد تشریف لے جاتے اور جب گھانپاں سامنے آتیں تو قبور شہداء کو سلام کرتے اور سلام علیکم بما صبرتم کہتے۔

فائدہ:

یہ روایات امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں نقل کر کے فرمایا کہ۔

وزاد الامام فخر الدین الرازی الشافعی خاتم الخلفاء امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم فقال والخلفاء الاربعہ هكذا يفعلون .

امام فخر الدین رازی نے خاتم الخلفاء حضرت علی بن ابی طالب کا ذکر خیر بھی فرمایا ہے اس معنی پر یہ عمل حضور سرور عالم ﷺ اور خلفاء مار بعد سے ثابت ہوا۔

(۳) یہی حدیث امام ابن حجر کی نے حسن التوصل میں ابن الحاج سے اس لفظ سے نقل فرمائی کہ

كان النسي عليه السلام يزور الشهداء باحد في كل حول واذا بلغ الشعب رفع صوته فيقول سلام عليكم بما صبرتم فتعجب عيسى الدار ثم ابى بكون رضى الله عنه .

نہی پاک عليه السلام احد میں ہر سال شہدائے احد کی زیارت کے لئے تشریف لاتے جب کھائی پر پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے سلام علیکم الخ پھر حضرت ابو بکر بھی اس طرح کرتے۔

(۴) اس طرح کی روایت ابن ابی شیبہ نے بھی اپنی مسند میں عبادہ بن ابی صالح رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

تبصرہ اوہی غفرلہ :

ان روایات سے اہلسنت کے مندرجہ ذیل مسائل کی تائید ہوئی (۱) زیارت قبور سنت ہے (۲) کار خیر کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا (۳) بزرگوں یعنی اولیائے کرام کے اعراس انکے یوم وصال کے دن منانا یونہی عوام کے یوم وفات کا سالانہ مقرر کرنا اسی حدیث سے بطریق اتم ثابت ہے اس لئے کہ روایات میں عیسیٰ دامن کحل حصول کا لفظ بھی آیا ہے تو اسی سے سال کا ابتداء دعویٰ مراد ہے جس دن صاحب حزار نے وصال یا وفات پائی ورنہ اس وقت سن ہجری تو مقرر نہیں ہوا تھا تا کہ کہا جائے کہ آپ ماہ محرم میں جاتے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے جب شہدائے احد کا وصال ہوا تھا۔

(۷) حزارات کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی ثابت ہوا کیونکہ سفر کا معنی ہے گھر سے باہر کسی دوسرے مقام کی طرف جانے کا قصد کرنا۔

اس سے ابن تیمیہ اور اسکے اتباع کا واضح رد ہے جبکہ وہ حدیث لا تشدوا للرجل

پیش کرتے ہیں انکا اس حدیث ہے استدلال غلط ہے۔ اسکی تفصیل فقیر کے رسالہ ”مشی النکال فی توضیح لاتعدوا الرجال“ میں ہے۔

تعین محمود یونہ مصلحت

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ ہماری دلیل ہیں کہ بوجہ مصلحت کسی کام کو معین طور پر کیا جائے تو حرج نہیں بلکہ یہی طریقہ حضور سرور عالم ﷺ کا تھا اور خلفائے راشدین اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یونہی کیا کرتے تھے گویا مصلحت کی تعین سنت رسول ﷺ ہے اور طریقہ خلفاء راشدین و صحابہ کرام ہے۔ اہلسنت ”ما انا علیہ اصحابی“ اور ”علیکم ہستی و سنتہ الخلفاء الراشدین“ کے چپے اور صحیح مصداق ہیں مخالفین غلط راہ اختیار کر کے بدعتی ہیں۔

چند روایات مزید حاضر ہیں۔

(۱) ابو داؤد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے رحمت عالم حضور پر نور ﷺ سے بارش کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ تو حضور علیہ السلام نے عید گاہ میں خبر رکھنے کا حکم فرمایا و وعدہ الشاس ہنوما ہسور جون فہ یعنی ایک دن صبح فرمایا۔ کہ اس دن سب لوگ عید گاہ کو چلیں۔ چنانچہ حضور ﷺ اُس دن آفتاب کے طلوع کے وقت عید گاہ میں تشریف لے گئے اور باران رحمت کی دعا فرمائی۔ (مشکوٰۃ باب الاستسقا)

(۲) صحیح مسلم اور بخاری شریف میں ہے عن ابن عمر قال کان النبی ﷺ ہائی مسجد قباء کل سبت ماشیا واکباً فیصلی فیہ رکعتین (مشکوٰۃ) یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء میں کبھی پیدل اور کبھی سوار تشریف لا کر اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ:

اس میں دلیل ہے کہ طاعات کرنی صلوات کی دن ہفتے کی سنت ہے۔

(مظاہر الحق جلد دوم صفحہ ۳۳)

(۳) بخاری شریف کتاب العلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ کان السی ﷺ ہتھوڑا بالمو عظة فی الايام کراہیہ السامۃ

علینا نبی کریم ﷺ نے ہمارے پریشان ہو جانے کے خیال سے وعظ نصیحت

فرمانے کے لئے چند دن مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ یعنی (سوموار اور جمعرات)

(۴) اسی طرح آپ کی اتباع میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ

کرنے کے لئے دن مقرر کیا ہوا تھا۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم شریف میں حضرت شقیق

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کان عبد اللہ ابن مسعود یدکر الناس لی

کل عیس ط یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں

کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

(۵) بخاری شریف میں ہے۔ عن کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ قال

لقلما کان رسول اللہ ﷺ یتخرج اذا خرج فی سفر الا یوم الحمیس۔

ترجمہ: ”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ

رسول خدا ﷺ نے جمعرات کے دن کے سوا کسی اور دن سفر فرمایا ہو۔“

فائدہ:

ثابت ہوا کہ جمعرات کا دن مقرر کرنے میں کوئی خاص راز اور برکات نفعی تھے۔

جو جنابہد سنا مشاب ﷺ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

(۶) حضرت محمد بن انبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

فرمایا من زار قبر ابویہ او احد ہما فی کل جمعة غفر لہ و کتب ہوا۔

یعنی جو آدمی اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی جگہ کے دن زیارت کرے تو اس کی بخشش کی جاتی ہے اور اسے والدین کے ساتھ احسان کرنے والا کھاجاتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الجنائز)

(۷) صحیح بخاری شریف میں حضرت کبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ہمیں ہر جمعہ مبارک کے دن چھوڑا اور نو کے آٹے سے تیار کئے ہوئے کھانے کی ضیافت کھلایا کرتی تھی اور پھر فرماتے ہیں و کنا فتعشی یوم الجمعة لطعامها ذلک یعنی ہم اس کی ضیافت کھانے کے لئے جمعہ مبارک کے دن کا انتظار کیا کرتے تھے۔

(۸) بخاری شریف میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے عورتوں کی درخواست پر ایک دن مقرر کر کے انہیں وحۃ وصیحت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ کار خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔

(۹) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابی قتادہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے یہ کہ دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا فیہ ولدت و فیہ انزل علی اسی دن (سوموار) کو میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن شریف اترنا شروع ہوا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۰) ترمذی شریف میں حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بارگاہ النبی میں حج اور جمعرات کے دن عمل پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں اس دن روزہ رکھنا محبوب جانتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۱) ابوداؤد اور نسائی شریف میں امام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے ہر مہینے کے تین دن حج، منگل، بدھ یا جمعرات، نحوہ، ہفتہ کے دنوں کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۲) داری شریف میں حضرت کھول سے روایت ہے۔ کہ جو آدمی سورۃ آل عمران جمعہ کے دن پڑھے۔ فرشتے رات تک اُس کے لئے دعا اور استغفار کرتے رہتے ہیں
(مشکوٰۃ شریف)

(۱۳) داری شریف میں حضرت کعب سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سورۃ اخلاص جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اقراء واسود فمؤد یوم الجمعة (مشکوٰۃ)

(۱۴) حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے دو حصہ ن تک اُس کے دل میں نور ایمان و ہدایت روشن رہتا ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں
من قراء سورة الكهف فی یوم الجمعة صحاء له النور ما بین الجمعیین
(مشکوٰۃ)

(۱۵) حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان من افضل ایاکم یوم الجمعة فیه خلق ادم و فیه قبض و فیه الصلوة و فیه الصلوة فاكثر و اعلى من الصلوة فیه فان صلواتکم معروضة علی الح
(مشکوٰۃ باب الجمع کمال الجود اور منائی، ابن ماجہ، داری نسائی)

تمہارے بہتر دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن وفات پائی۔ اسی دن دوسرا نیک پھونک کر فردے زندہ کئے جائیں گے اسی دن پہلا نیک پھونک کر مارے جائیں گے۔ اُس دن مجھ پر بہت کثرت سے درود شریف بھیجا کرو کہ تمہارا درود شریف مجھ پر عرض کیا جاتا ہے۔ انا

(۱۶) اسی طرح حضرت ابی داؤد سے روایت ہے کہ اکثر و الصلوة علی یوم الجمعة الخ جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود شریف بھیجا کرو۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)
باری تعالیٰ نے بھی و ذکر ہم یمام اللہ اور یمام اللہ ان کو یاد دلایے فرمایا کہ یمام انعام نزول من سلوی وغیرہ کی تخصیص فرمائی۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی ﷺ بعث رجلاً علیہ سریة وکان یقرء لاصحابہ فی صلواتہم فتختم بقل هو اللہ احد فلما رجعوا ذکر واذلک السلسی ﷺ فقال سلوه لای شی یضع ذلک فسلوه فقال انه صفة الرحمن وانا احب ان اراها فقالوا النبی ﷺ انجبروه ان اللہ یحبہ (تحقیق علیہ، مشکوٰۃ شریف فضائل القرآن)

ترجمہ: حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرد کو ایک سریہ کا پہ سالار بنا کر بھیجا وہ صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے ہوئے سورۃ قل حوالہ شریف پر نماز ختم کرتا۔ صحابہ کرام واپس لوٹے اور حضور ﷺ کو اس کا واقعہ سنایا۔ تو آپ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ ایسے کیوں کرتا تھا اس سے پوچھا گیا اس نے کہا کہ مجھے سورۃ اخلاص سے محبت ہے اسی لئے میں ہر رکعت میں اترا تا پڑھتا ہوں آپ نے فرمایا اسے خبر دو کہ اس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے۔

فائدہ

حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کار خیر کا معین کرنا اگر مافی ہر ارادۂ نیک ہو جائز ہے اور اس سے وہابیوں دیوبندیوں کی غلط فہمی کا بخود حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحابی نے جو ہر رکعت میں قل حوالہ شریف پڑھنا معین کر رکھا ہے اسکی وجہ کیا ہے لیکن وہابی دیوبندی تو جب معین فعل کسی سنی جماعت میں دیکھتے ہیں تو فوراً فتویٰ بازی شروع کر دیتے ہیں حالانکہ معین کرنے والے کی نیت پر دار و مدار ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم اکثر معین فعل میں تعین واجب و فرض اور ضروری و لازم نہیں سمجھتے بلکہ ہمارے اکثر متعین امور مبنی بر مصلحت وغیرہ ہوتے ہیں۔

نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابی کی نیت عکر حضور علیہ السلام نے اسے مبارکبادی سے نوازا کہ تمہارے اس فعل سے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے معلوم ہوا کہ سورۃ معین

کو تعین وقت کی وجہ سے وہ محالی محبوب خدا نہیں رہا۔

سوال: فقہ حنفی کا مسلم ضابطہ ہے کہ کسی رکعت میں سورۃ کو تعین کر کے پڑھنا مکروہ ہے چونکہ ہم حنفی ہیں لہذا حدیث شریف کے عمل کا ہمیں علم نہیں فقہ حنفی کی جزی کی جواب دیجئے۔

جواب: فقہ حنفی میں بھی نیت کو مد نظر رکھا گیا ہے چنانچہ تمام فقہاء نے اسی جزی کو نقل کرتے ہوئے شرط لگائی ہے کہ سورۃ تعین کر کے پڑھنے سے اس وقت نماز مکروہ ہے جب پڑھنے والے کی نیت یہ ہو کہ اسی سورۃ کو پڑھے بغیر ہماری نماز جائز نہ ہوگی چنانچہ فقیر چند معتبر فقہائے احناف کے بحوالہ صفحات درج کرتا ہے۔

(۱) ویسکرہ تعین سورۃ قبل الطحاری الکراۃ بما اذا اعتقد ان الصلوۃ لا تجوز بغیرہا اما اذا لم یعتقد ذلك فلا کراۃ (طحاوی ص ۱۵۵، ص ۱۵۶)

(۲) قبل انما یکرہ ذلك اذا لم یعتقد بغیرہا الى الجواز واما اذا اعتقد الجواز بغیرہا ولفظا یقرء لانہا ایسر فلا یکرہ (شرح الیاس ص ۱۰۵، ۱۰۶)

(۳) شرح ولایہ وشرح منہ کبیری میں ہے: وکرہ توفیت سورۃ للصلوۃ بحيث لا یقر فیہا الا نلک۔

اور یہی ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ ہمارے معمولات (گیارہویں شریف، اعراض مبارکہ، میلاد شریف، رجبی شریف، جمعراتی، سوئم، جہلم وغیرہ وغیرہ) کی تعین ضروری اور فرض نہیں اور نہ کسی شی عوام و خواص کا عقیدہ ہے کہ ان تعین ایام میں کر چکے تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔ وہ بندگان و پانیوں کا غلط التزام ہے کہ شی بریلوی حضرات ان ایام میں ایسے معمولات کی ادائیگی ضروری سمجھتے ہیں۔ اس بہتان تراشی کی انہیں قیامت میں سزا ملے گی جیسے تعین پر غلط اعتراض کر کے اس کے روکنے کی سزا

پایگئے۔ علاوہ ازیں شرع شریف میں بہت سے امور مستحبہ تعین کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں۔ اور وہ تعین نہ فرض ہے نہ واجب۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے تعین کر کے ادا کرے تو ثواب پایگا۔ مثلاً یوم الجمعہ کا روزہ یعنی مخصوص دن (جمعہ) کو مبارک بھل بھوکہ بھوکہ میں صرف اسی روز روزہ رکھنا جائز ہے چنانچہ بڑا زیہ و تمغیس میں ہے "لا یاس بصوم یوم الجمعة عند ابی حنیفہ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ غالباً ان حضرات نے اسی شخص کو حضور سرور عالم ﷺ کے معمولات مبارک سے جواز ثابت کیا ہے چنانچہ شرح ستر مساعداً صلی ۱۰۸ میں ہے کہ عادت کریمہ دستہ قدیم نبویہ آن بود کہ روز جمعہ با نور طاعات و عبادات گونا گوں از ذکر و نماز و دعا و صدق و غسل و امثال آن مخوف گردا بندے صالح۔

یعنی عادت کریمہ دستہ قدیم نبویہ ﷺ یہ تھی کہ آپ جمعہ کے دن کو ہر طرح کی طاعات و عبادات مثلاً ذکر و نماز و دعا و صدقات وغیرہ میں مشغول رکھتے۔ خلاصہ یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت سے امور میں تعین فرماتے اور وہ یہی تعین محمود ہے جو اہلسنت کے حصہ میں آئی ہے اور مخالفین بہتان تراشی کے گناہ میں مبتلا ہو کر جواز کو عدم جواز بنا کر اپنے بدعتی ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔

(باب ۲)

بریلوی مسلک

الحمد للہ مسلک بریلوی اہلسنت نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام کے طریق کار کا پابند ہے چنانچہ فقیر چند حوالہ جات امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصریحات و دلائل دربارہ تعین محمود عرض کرتا ہے۔
(۱) امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ الحجۃ الفاعلہ میں

فرماتے ہیں کہ "توقیت یعنی کارے رات وقت معین داشتن بروہ کو نہاست، شرعی وعادی، شرعی آنکہ شرع مطہر عملے رات وقتے تعین فرمودہ است کہ در غیر اصلا صورت نہ بندہ اگر بجائے آمدن آں عمل شرعی کردہ باشد، چوں ایام نحر مرخصیہ رایا آنکہ تقدیم و تاخیرش از آں وقت نامر و باشد۔ چوں اشہر حرم مرا حرام حج رایا آں کہ ثوابیکہ در یں ست در غیر ادنیٰ بند چوں طہط لیل مر نماز عشاء راء وعادی آں کہ از جانب شرع اطلاق است ہر دو تنیکہ خواہند بجا آمد اما حدث راز زمان ناگزیر است و وقوع در زمان غیر معین محال عقلی کہ وجود و تعین چارہ نیست ایں ہم تعینات بر بنائے اطلاق علی وجہ البدلیہ صالح ایقان بود ازیں ہا یکے را بر بنائے مصلحت اختیار کنندے آں کہ ایں وقت معین رابنائے نعمت یا ہذا رعلت یا مٹا ااثابت دانند پیدا است کہ ہا یں تقید مقید از فردیت مطلق نہاد و حکم مطلق راست در جمیع افرادش ساری باشد مالم بز مدح عن خصوص خصوصاً۔ پس بگو چاکیل نہ آست کہ ثبوت خصوصیت از بخود جو بندہ بلکہ آں کہ تصریح بمع ایں خاص از شرع بر آمد۔"

ترجمہ یعنی تعین یعنی کسی کام کو کسی معین وقت سے حلق کرنا دوطرح پر ہے۔ شرعی بلکہ عادی اشرعی یہ کہ شرع مطہر نے کسی کام کے لئے کوئی وقت معین کر دیا ہو اس طرح کہ اسے دوسرے وقت میں کیا جائے تو وہ عمل شرعی نہ قرار پائے مثلاً قربانی کے لئے ایام نحر یا اس کی تقدیم و تاخیر ناجائز ہو مثلاً احرام حج کے لئے حرمت والے مہینے یا اتنا ثواب دوسرے وقت میں کرنے سے نہ ملے مثلاً رات کی پہلی تہائی نماز عشاء کے لئے اور تعین عادی یہ کہ شرع کی جانب سے اطلاق ہو لوگ اسے جس وقت چاہیں کریں لیکن کسی کام کے وقوع کے لئے زمانہ ناگزیر ہے۔ اور اس کا وقوع غیر معین زمانے میں ہو یہ عقلاً محال ہے کہ وجود کے لئے تعین سے چارہ نہیں۔ یہ تعینات اطلاق علی وجہ البدلیہ لینہ وقوع کی صلاحیت رکھتے ہیں پھر ان میں سے کسی ایک کو کسی مصلحت کی بنا پر اختیار

کرتے ہیں ہے اس کے کس اس معین وقت کو اس فصل کے لئے بتائے صحت پادار علت
یا مناظر درستی جائیں۔ ظاہر ہے کہ وہ فرد مقید اپنے مطلق کے افراد سے نہیں نکلا اور حکم
مطلق اس کے جملہ افراد میں جاری و ساری ہوتا ہے۔ جب تک کہ کوئی خاص عارضہ
نہ پایا جائے سوائے جگہ میں طریقہ یہ نہیں ہوتا کہ اس خاص صورت کا حکم نصوص مجوز
سے تلاش کریں بلکہ اس کی ممانعت اور حکم مطلق سے اس کے خروج کی تصریح
وضوح میں کے۔

(۲) اکابرین و بابیہ کی عبادات سے اس مطلب کو ثابت فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔
ہاں ہاں اسے طالب حق ایماں را در غفیان وعدوان ایماں بگوار و روئے بآثار و
احادیث آرتا چیز سے از تعینات عادیہ بر تو خوانم ازیں قبیل ست آنچه در حدیث آہ کہ
حضور پر نور سید عالم علیہ السلام زیارت شہدائے احد را سر سال مقرر فرمودند کہ اسباقی
و آمدن مسجد قبا را روز شنبہ کافی انجمن عن ابن عمر رضی اللہ عنہ و روزہ عکبر رسالت
را روز دوشنبہ کافی صحیح مسلم عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ و با صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشورہ
دینی را صبح دسام کافی صحیح البخاری عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ عنہا و انشاء سفر جہاد
را پنجشنبہ کافی عن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ و طلب علم را روز دوشنبہ کا عند ابی الشیخ ابن
خیان الدیلمی سے صالح عن ابی مالک رضی اللہ عنہ و عند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ و عند
و تذکیر را روز پنجشنبہ کافی تعلیم الحکم للامام برہان الاسلام الزرقانی حکایت کردہ از
استاذ خود امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ و گفت حکذا کان یفعل ابو صفیہ
رضی اللہ عنہ و صاحب تزئین الشریعہ فرمودہ کذا کان یفعل جماعت من الملہ علم۔

ترجمہ ہاں ہاں ہے طالب حق ان و بابیوں کو ان کی گمراہی و بے دینی میں رہنے دے
اور احادیث نبویہ اور آثار مصنفویہ کی طرف متوجہ ہوتا کہ ہم تمہیں تعین عرفی کے متعلق
چند باتیں بتائیں۔ سوادیت شریف میں وارد ہوا کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سال کے آخری دن کو شہدائے احد کی زیارت کیلئے مقرر کر رکھا تھا۔ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور آپ نے قزوۃ شکر رسالت کے لئے سوموار کا دن معین فرمادیا تھا جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دینی امور میں مشورہ طلب کرنے کے لئے صبح و شام کا وقت معین کر رکھا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور آپ نے سفر کے آغاز کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمادیا تھا۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور آپ نے طلب علم کے لئے سوموار کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ جیسا کہ ابن حبان نے ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور علمائے سلف نے اسباق کے اقتراح کے لئے بدھ کا دن مقرر فرما رکھا تھا۔ جیسا کہ امام برہان الدین زرقانی نے اپنی کتاب تعلیم العظم میں اپنے استاد صاحب ہادیہ سے نقل فرمایا اور صاحب ہادیہ نے فرمایا اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ اور صاحب تحزیب الشریعہ نے لکھا ہے کہ علمائے سلف کی ایک جماعت کا بھی معمول تھا۔

(۳) اور فرماتے ہیں، اسی ہر روز باب توقیت عادیہ مست حاشا کہ مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باشد کہ زیارت جزیرہ منجباۃ سال زیارت نیست یا ردائنا شہ یا اجر عظمیٰ کہ اسی روز یربندہ نوازی دامت پروری و تشریف حزارات شہدائے کرام بقراب اقدام برکت نظام نصیب آن شاہ عالم ہوا۔ ^{مکتبہ} کند روز دیگر کند بھیجاں مقصود ابن مسعود آں بود کہ وہاں جزیرہ منجباۃ و عطا نیست یا رد غیر آں جواز نیست یا روز دیگر اسی اجر مفتوح یا شرع مطہر ایں تعین نمود، حاشا کہ ہمیں عادتے التزام فرمود تا ہر ہفتہ یک کیر مسلمان پرواز دو تعین یوم طالبان خیر را باسانی جمع و فراہم سازد ہم بر قیاس

درامور باقیہ۔

ترجمہ یہ تمام تعینات تعین عرفی کے قبیل سے تھے۔ لیونکہ حضور ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ سوائے سال کے آخری دن کی زیارت کے اور کسی دن کی زیارت، زیارت ہی نہیں یا جائز نہیں یا جواز عظیم آپ کو اس دن کی زیارت سے ملتا تھا وہ کسی دوسرے دن کی زیارت میں نہیں مل سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مقصود نہ تھا کہ جمعرات کے علاوہ کسی دوسرے دن کا وعظ، وعظ ہی نہیں پاو عظ کرنا جائز نہیں یا اتنا اس میں ثواب نہیں جتنا اس میں ہے حاشا اللہ بلکہ ان کی یہ تعین عرفی و عادی تھی کہ جس کو انھوں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا اور اس تعین کا قاعدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہر ہفتہ وعظ و نصیحت ہو جاتی تھی اور طالبان علم یا سانی میسر ہو جاتے تھے اور باقی صورتیں بھی اسی قیاس پر ہیں۔

(۴) فرماتے ہیں۔ ”آرے در بعض از آنہا مرغ جدا گانہ حاصل است بچو وقوع بعثت و حصول علم نبوت در روز دو شنبہ و عظیم برکت در یکور پنج شنبہ در جائے اتمام و رہایت چار شنبہ کہ حدیث ذکر کنند ما من شئی یدیہم الا ربنا الامم زودور بعض دیگر ترجیح ارادی است کہ مصلحت در دے کم از تہ کیر و تیسیر نیست۔“

ترجمہ: ہاں یہ ضرور ہے کہ ان میں سے بعض صورتوں میں اس تعین کے لئے جدا گانہ مرغ موجود ہے۔ مثلاً سوار کے دن بعثت کا وقوع اور علم نبوت کا حصول اور جمعرات کی صبح بہت بڑی برکت کا نزول اور بدھ کے دن اختتام کی قوی امید کیونکہ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے کہ جو کام بدھ کے دن شروع کیا جائے وہ مکمل ہو جاتا ہے اور باقی صورتوں میں ترجیح ارادی ہے کہ اس میں وعظ کی مصلحت سے کم مصلحت نہیں۔

(۵) فرماتے ہیں ”ہم ازین باب ست تعینات مردم در سوم و چہلم و شش ماہ و سہ سال کہ بعضے از آنہا مصلحتے خاص دارد بعض آخر حصہ آسانی یا دہانی۔“

ترجمہ: اسی قبیل ہی سے لوگوں کی تخصیصات تہجہ، جہلم، شش ماہی اور برسی میں ہیں کہ ان میں بعض کسی مصلحت کی حامل ہیں اور دوسری صورتوں میں یہ وہابی کی آسانی کا ارادہ ہے۔ (الحدیث الفائق صفحہ ۹، صفحہ ۱۲، صفحہ ۱۳)

اور اعلیٰ حضرت اسی کتاب کے صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں۔ ”فاقہ و طعام بلاشبہ از مستحبات ست و تخصیص کہ فعل تخصیص ست با اختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند شد۔ این تخصیصات از قسم عرف و عادت اند کہ بمصلح خاصہ و مناسبت خفیہ اہل بدو و اہل بدو دفعہ رتہ شیوع یافتہ۔“

ترجمہ: شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتویٰ میں فرمایا کہ قافحہ اور اس کا طعام بلاشبہ مستحبات سے ہیں تخصیص کرنے والوں کی تخصیص جو ان کا اختیاری فعل ہے۔ اس کی ممانعت کا سبب نہیں بن سکتی۔ یہ تخصیصات عرف و عادت کی قسم سے ہیں جو اہل بدو میں کسی مصلحت خاصہ اور مناسبت خفیہ کی بنا پر ظاہر ہوئیں اور پھر آہستہ آہستہ مشہور عام ہو گئیں۔

(۶) اور فرمایا ہم اقوال چلک اگر اس جانچ مصلحت دینی یا شد تا عدم مصلحت وجود مفدت نیست کہ موجب انکار شود ورنہ مباح کیا و ولایام احمد و مسند احمد حسن از خاتونے صحابیہ رضی اللہ عنہا راوی ست حضورہ نور علیہ السلام فرمود میام اسبت لاک و لا عیك فی طام ولا عتاب روشن شد کہ تخصیص بے تخص اگر نافع نیاید مستر باشد و حوالہ را۔

ترجمہ: پھر میں کہتا ہوں کہ تخصیصات تہجہ وغیرہ میں کوئی مصلحت نہ بھی ہو تو بھی اس سے وجود فساد دینی لازم نہیں آتا۔ تاکہ عدم وجود مصلحت ان امور سے ممانعت کا باعث ہو ورنہ مباح کہاں جائے گا۔ امام احمد مسند میں ایک صحابیہ خاتون سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بروز ہفتہ کا روزہ نہ زیادتی ثواب ہے تیرے لئے اور نہ اس میں تیرے لئے ملامت و عتاب ہے۔ اس سے روشن ہوا کہ اگر

کسی امر میں بے وجود شخص تخصیص پائی جائے تو اگر وہ نفع بخش نہ ہو تو ضرر رساں بھی نہیں ہوتی۔

(۷) فرماتے ہیں، آ رہے ہر عامی کہ اس قسم عادی رات و قیامت شری و اعدا و گمان، برو کہ ایصالِ ثواب در غیر اس ایام صورت بخندد۔ یا روا نہا بشک یا ثواب اس ایام از ایام دیگر اتم است وافر بلا شبہ غلط کار و جاہل و دریں گمان خاطی و مہمل ست اما نہ در گمان معاذ اللہ در اصل ایمان غلط نیار نہ موجب عذاب قطعی و وعید حتی گردد و چنانکہ امام الطائفہ در تصویت ایمان اعتقاد دارد و اس جہالت فاحشہ اواز جہل آن عامی بدر جہا بہتر ست آن از جہلے و جزائے بیش نیست و اس ضلال بعید اعتراف شدید و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید۔

ترجمہ ہاں ہر وہ عامی شخص جو اس قسم عری کو قیامت شری جانے اور یہ خیال کرے کہ ایصالِ ثواب صرف انہی دنوں میں ہوتا ہے یا یہ خیال کرے کہ ثواب ان دنوں میں دوسرے دنوں کی یہ نسبت زیادہ ہوتا ہے تو بلاشبہ وہ غلط کار اور مہمل ہے لیکن اس کا یہ خیال اس کے اصل ایمان میں غلط انداز نہیں اور نہ وہ عذاب قطعی اور وعید حتی کا سزاوار ہے۔ جیسا کہ امام الوبابیہ نے تصویت ایمان میں اپنا عقیدہ بتایا۔ یہ جہالت فاحشہ اس عامی کی جہالت سے بدرجہا بدتر ہے۔ کیونکہ اس عامی کا یہ گمان صرف جہالت اور بے بنیاد عقیدہ ہے اور امام الوبابیہ کا یہ عقیدہ بڑی گمراہی اور اعتراف شدید ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ :

مجدد الف ثانی اور مجدد چودھوی صدی کا ایک ہی مشہور ہے چنانچہ خانوادہ مجدد الف ثانی کے ایک ولی کامل حضرت مولانا محمد حسن مجددی رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ وان معواہل تعین الاوقات فتعین الوقت لا یصرف فی الامور المباحۃ الاثری

ان لشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام امر امتہ بصوم یوم عاشورۃ وامر بصوم سب من شوال وامر بالتهجد باللیل وصلوۃ الاشراف والضحی فی الاوقات المعینہ وامر بالعبقۃ فی یوم السابع من ولادۃ المولود وغیرہا لمعین للامور المباحۃ لوقائما معینہ والمقصود من التعین للاعراض اجتماع الناس من النواحي بلا کلفة۔

ترجمہ: اور اگرچہ تعین وقت کی وجہ سے عرس کو حرام کہنے میں تو غلط ہے کیونکہ امور مباح میں تعین وقت معترض نہیں ہوتی۔ ارے تم یہ نہیں دیکھتے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو یوم عاشورہ اور شوال کے چھ روزوں کا حکم دیا نماز تہجد، نماز اشراق اور نماز چاشت پڑھنے کا حکم دیا اور ان سب کے اوقات تعین ہیں اور آپ نے حکم دیا کہ پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب میں آپ نے وقت مقرر کر دیے ہیں اور عرس میں تعین وقت سے قصود صرف یہ ہوتا ہے کہ گردنواں سے لوگ باسانی جمع ہو سکیں۔ (العقائد صحیح فی تردید الوہابیہ صفحہ 70)

(یہ حضرت مولانا میر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائنداد (حیدر آباد سندھ) میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے امام احمد رضا کا منسل بہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی راہ درسم نہ تھی آپ کے ہم زمان تھے آپ بھی کثیر تصانیف تھے لیکن بریلی سے وہابیہ کے خلاف آواز بلند کرنا شروع پہلے ٹنڈو سائنداد سے وہابیہ کے خلاف تصنیف شائع ہو جاتی اب بھی وہ خانوادہ اسی طرح آباد ہے اس وقت آپ کے پڑپوتے صاحبزادہ عطارہ عبدالوحید جان صاحب مدظلہ اپنے مورث اعلیٰ کی منہ پر خوب کام کر رہے ہیں۔
(اویسی غفرلہ)

باب ۳ گھر کی گواہی

(۱) حضرت حاجی امداؤ اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا اور پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے۔ مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے۔ اور بہت سبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام کو لہذا تھا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول ﷺ کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سہولت دوام یا کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا۔ مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے۔ مگر بمصلحت سہولت دوام یا کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی ہے اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے۔ بر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں۔ مگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت امدیٹان ٹیشن کا اقتدار ہے۔ اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات مذموم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ اور اگر ان تخصیصات کو قرمت مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بیشک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ مقرر پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا آنسو یا شیرینی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملتا تو بے شک یہ اعتقاد مذموم ہے۔ کیونکہ حدود شریعہ سے تجاوز ہے۔ جیسے غسل کو حرام اور خطا سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعذبی حدود ہے۔ اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موتوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے۔ جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے۔ کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض اعمال کمزے ہو کر پڑھ جاتے ہیں۔ اگر بیٹھ کر پڑھیں تو وہ اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجود ان اعمال کا تجربہ پاکشف والہام ہے اور اعتقاد ایک امر باطن ہے اس کا حال بدوں دریافت کیے

ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرآن مجید سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند یہ ملامت بے جا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں بھر ملامت کیوں۔ بلکہ اس ملامت سے شبہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے۔ جس کی نسبت فقہاء نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب معصیت ہو جاتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے۔ درست نہیں ہے کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت دم و عادت بہر حال صرف ملامت کو اعتقاد وجوب ظہرانا مشکل ہے فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں قیام بدعت ہو جائے گا جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا۔

(فیصلہ ملت مسئلہ صفحہ ۳)

فائدہ :

مسلم بریلوی کے مشہور علماء اہل سنت اور دیوبندی اکابرین کے پیر و مرشد کی ان مہارات عالیہ سے حجب، جہلم اور عرس وغیرہا معمولات اہل سنت میں تاریخ مقرر کرنے کا جواز اظہار من القس ہوا۔

مسلم دیوبندیہ کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے فتاویٰ میں ہے۔

(۱) ”سوال۔ کوٹا کرنا حضرت کا اور صلیک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور کچھڑا حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ کا اور توشہ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور دلایا خوب نصیر کا کرنا اور

ان میں مکھانوں کی خصوصیت کرنی کیسی ہے؟

جواب۔۔ ایصالِ ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب ہے اور قید و تخصیص عام کی

اور تخصیص طعام کی بدعت ہے۔ اگر تخصیص کے ساتھ ایصالِ ثواب ہو تو طعام حرام

نہیں ہوتا تو اس تخصیص کی وجہ سے معصیت ہوتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد غفری عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۱۰)

(۲) اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۳ پر ہے ”اور سوم وہ ہم و چہلم و جملہ رسوم ہنود کی ہیں اس تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے۔ یہ سب بسبب ان تخصیصات کے بدعت و مکروہ تحریر ہیں۔“

اور اس کے صفحہ ۱۳۱ پر ہے۔ ”تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا مکناہ ہے خواہ لغویات ہوں نہ ہوں“

(۳) اس کے صفحہ ۱۳۰ پر ہے۔ ”میت کے واسطے گلہ طیبہ وغیرہ پڑھنا بہت بہتر اور ثواب ہے۔ مگر تخصیص تیسرے دروز کی اور جنوں کی بدعت ہے وہاں شریک نہ ہونا چاہئے۔“

اور اسی کے صفحہ ۱۳۱ پر ہے۔ ”مگر جہج و تاریخ معین کے کہ پس و پیش نہ کریں اور اس کو ضروری جانیں بدعت ہے۔ اور ناجائز ہے جس امر کو شریعت نے مطلق فرمایا ہے اپنی عقل سے اس میں قید لگانا حرام ہے۔“

اور اسی کے صفحہ ۱۰۲ پر ہے۔ کھانا تاریخ معین پر کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے۔ اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ ... فقہ رشید احمد غفری عنہ

(۴) دیوبندی امت کا حکیم صاحب مولوی اشرف علی تھانوی کتاب اصلاح الرسوم میں لکھتا ہے۔ ”بعض جگہ یہ قصہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ صرف معین تاریخ پر اجتماع اور قرآن خوانی و تقسیم طعام یا شیرینی ہوتا ہے۔ اور بس ایسے عرس کو اس زمانہ میں مشروع عرس سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں وہی خرابی و اصرار و تعین و التزام ملائزم وغیرہ با یقیناً موجود ہیں جس کی وجہ سے حرام کے عقائد بھی تاسد ہوتے ہیں۔“

(اصلاح الرسوم صفحہ ۷۷)

(۵) دیوبندیوں کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کی صدقہ کتاب براہین

قاعدہ میں مولوی غلیل احمد انیسوی لکھتا ہے۔ "اقول کلیاتہ فصوص اور جزئیات و کلیات فقہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ تعین اوقات کا بدعت ہے اور فقیر کرنا حکم شرع کا ہے (برہمین قاعدہ صفحہ ۱۳۷)

(۶) اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر ہے۔ "اگر محض ایصال ہو اور وقت کی قید ہو تو کراہت و بدعت تعین وقت کی ہوئے گی۔"

اور اسی کے صفحہ ۱۱۶ پر ہے "پس جب صلوٰۃ میں بھی حسب اس قاعدہ کے تعین سورۃ مکروہ ہوا۔ ایصال ثواب میں بھی حسب اس قاعدہ کلیہ کے تعین وقت اور جہت کے بدعت ہوگا۔"

فائدہ :

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ان کے عقیدہ میں اگر کسی مباح مطلق کام کے لئے دن و وقت مقرر کر دیا جائے کہ اس سے پس و پیش نہ کیا جائے تو اس سے وہ کام حرام اور بدعت منکرات ہو جاتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

ان لوگوں نے اتنا نہیں سوچا کہ شرع مطہر نے تعین شرعی کے دائرہ میں بھی تعین عرفی کو باقی رکھا ہے مثلاً شرع شریف نے نماز فجر کے لئے طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کا وقت معین فرما دیا پھر نمازی کو یہ اختیار بخشا کہ اس وقت کے جس حصہ میں چاہے وہ ادائیگی نماز کرے۔ یعنی اگر وہ اپنی سہولت کے لئے اس وقت کے کسی حصہ کو ادائے صلوٰۃ کے لئے معین کر دے تو وہ ایسا کرنے کا شرعاً مجاز ہے اسی وجہ سے گھڑی کے مقرر وقت پر جماعت ہوتی ہے۔ اسی طرح شرع نے رمضان کی پوری رات کو کھانے پینے کے لئے مقرر فرما دیا ہے پھر مکلفین کو یہ اختیار بخشا کہ اس کی جو گھڑی ان کاموں کے لئے چاہیں مقرر کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک میں مقرر اوقات میں سائرین بجا دیا جاتا ہے اور خاص وقت میں اذانیں دی جاتی ہیں۔ اسی

طرح زکوٰۃ کو دیکھئے نصاب پر سال گزر جانے کے بعد شرع شریف مکلف کی پوری زندگی کو اس کی ادائیگی کا وقت بتاتی ہے۔ اور اس میں ادا کی گھڑی کے تعین کا معاملہ ادا کرنے والے کی مرضی پر چھوڑتی ہے۔ پھر نصاب کے جس حصہ کو مکلف فقراء کے حوالے کرنے کے لئے متعین کرے اسے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرع درست مان لیتی ہے۔ یونہی حج کا مسئلہ ہے کہ شرع شریف ماہ ذوالحجہ کے پانچ دنوں کو ادائیگی حج کے لئے متعین کرتی ہے اور ان میں افعال حج کی ادائیگی کے لئے وقت کا تعین حج کرنے والے کی اپنی صوابدید پر چھوڑتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس قربانی کی ادائیگی کے واقعات شرع نے ایام غر کو قرار دیا۔ اور ان میں قربانی کرنے کے وقت کی کوئی تعین نہیں۔ رائے پر موقوف کر دیا۔

غیر مقلدین کا پیشوا :

غیر مقلدین کے پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری نے وہی کہا جہاں کہتے ہیں، سوال نمبر ۲۲۳ مدرسہ داختمیں و کتب خانے قائم کرنے اور ان کے نام رکھنا جیسے دارالعلوم، مدرسۃ الحدیث، المنجمن الحدیث، آل انبیاء، الحدیث کانفرنس، آل انبیاء مومن کانفرنس، اتحاد المسلمین، جمعۃ العلماء، سعید لاہوری، اسلامیہ لاہوری، و امثالہا اور ان ناموں کے سائن بورڈ لگانا اور ان کے متعلق سالانہ مقررہ، وغیرہ مقررہ جلسے اور ان کے اشتہار دینا۔ ڈھنڈورا کرنا، لوگوں کو بلانا اور ریزولوشن، میسوریل، ضیافت، شامیانہ، فرش، روشنی، زینت، اسٹینج، چٹال وغیرہ بنانا اور عظیم اور خزانچی و صدر و ممبر وغیرہ مقرر کرنا اور ان کے دستور العمل بنانا۔ اور لوگوں کو ان کا پابند کرنا، تعلیم و تقریر، کتب جنم کے لئے اوقات مقرر کرنا۔ تقریر اور امثالہا میں صدر کی اجازت و ہدایت کا لوگوں کو پابند کرنا اور ان میں غیر مسلمین کو شریک کرنا ثابت و جائز ہے یا نہیں۔

جواب نمبر ۲۲۳: یہ تمام امور بہ نیت خیر کرنے جائز ہیں "ذرونی ملاقو کتکم ولقولہ علیہ السلام الاعمال بالنیات۔"

(اخبار الجہت سرسرت ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۳ قادیانی)

عقلی دلائل:

یہ جو مذہب رگن دین کے غریب شریف، سیلا دانی اور گیلہ ہوی شریف کے جیسے دن اور وقت مقرر کر کے کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماہیت ہائے مذہب میں دن مقرر کرنے کے متعلق لکھتے ہیں "انما هو من مستحسبات المتأخروین" یعنی دن مقرر کرنا علماء متاخرین کے نزدیک مستحسن ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں (۱) ایک مصلحت یہ ہے کہ مقرر دن میں بار بار اعلان نہیں کرنا پڑتا لوگ خود بخود کہنے چلے آتے ہیں تجربہ شاد ہے کہ دینی جیسے ہوں یا سیاسی ان کے لئے اشتہارات و دعوت نامے اخبارات و ریڈیو، ٹیلی ویژن میں اعلانات میں اتنا اجتماع نہیں ہوتا جتنا ہذا رگن دین کے احراس میں ہوتا ہے، اجیر شریف، داتا گنج بخش، بابا فرید وغیرہم کے احراس کو دیکھ لیجئے کہ جن بلائے اسے کثیر التعداد مہمان کیسے جمع ہو گئے یہ ساری تعین کی برکت ہے۔

(۲) اس کا رخی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تعین نہ ہو تو سستی کا بلی سے بہت سے امور خیر عمل کرنے سے روک جاتے ہیں اسی عادت بنانے کے لئے صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ رات کو تہجد پڑھنا نہ ہو سکا تو دن کو تہجد کے ارادہ پر فوافل پڑھ لئے جائیں تاکہ عادت بنانے کے لئے سہولت ہو۔

(۳) حدیث نبوی ﷺ سے دن مقرر کر کے استقامت کی نماز پڑھنا۔ دعا و ضارح کرنا اور ستر کے لئے دن مقرر کرنا اور دن مقرر کر کے اہل اسلام کی خیاںتیں وغیرہ کرنا اور مساکین کو کھانا کھانا، خاص ایام میں خاص سورتوں کا پڑھنا، روزے رکھنا اور درود

شریف کثرت سے بھیجنے کے لئے جمعہ کے دن کی تخصیص فرماتا، تمام باتیں ہو یا حسن ثابت ہیں۔ تو پھر دن مقرر کر کے گیارہویں شریف کی فی سبیل اللہ نیاز اور مساکین کے کھانا کھانے کو وہ کس دلیل سے ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں۔ کئی امور شرعی اسی تعین پر چلتے ہیں مثلاً تمام فرائض و احکام اسلامی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دن اور وقت مقررہ پر ادا کئے جاتے ہیں۔

(۴) دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے بہت سے مساکین اور اہل اسلام اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جن کے باہمی میل ملاپ اور فیضِ محبت سے ایک دوسرے کو دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہونے کے علاوہ حدیث شریف و جیتِ محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمعتز اورین فی والمتماثلین فی

(مشکوٰۃ، سوطا شریف) یعنی واجب ہوگئی میری محبت واسطے ان لوگوں کے جو آپس میں صرف میرے لئے ہی محبت کرتے میرے لئے ہی باہم مل کر بیٹھتے اور صرف میرے لئے ہی ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور میرے واسطے ہی آپس میں لپٹے دیتے یعنی خرچ کرتے ہیں۔ اس پر بھی ہو یا حسن میل ہو جاتا ہے۔

(۵) تمام قرآن شریف اور احادیثِ نبویہ میں کہیں ایک جگہ بھی حکم نہیں ہے کہ کار خیر کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔

(۶) دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے کھانا کھانے کے لئے فقر و مساکین خود بخود جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مجلسِ ذکر میں شمولیت اور وعظ و نصیحت سننے کے لئے اہل اسلام جمع ہو جاتے ہیں۔

(۷) دن مقرر کر کے نذر و نیاز دینے سے عملِ خیر پر ہدایت مقصود ہوتی ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ احب الاعمال الی اللہ اھومھا وان قل

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و صحیح مسلم شریف) یعنی محبوب ترین عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے

جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ اور نیز فرمایا ہما عبد اللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل لحرک قیام اللیل (مکھوۃ شریف، متفق علیہ) اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ اس نے رات کو نفل پڑھنے کی عادت ڈال کر ترک کر دی۔

فائدہ:

رات کا قیام اگرچہ فرض واجب نہ تھا۔ مگر شروع کر کے چھوڑ دینا مہیوب غمہرا پس اسی پر ایصال ثواب کی غرض سے عمل کیا رحوں شریف اور عرس شریف کو بھی سمجھنا چاہیے۔ مگر یاد رہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہرگز نہیں ہے کہ دن مقرر کرنا فرض ہے یا واجب ہے اور دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں نذر و نیاز اور عمل خیر قبول ہی نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ جس دن بھی فی سبیل اللہ نذر و نیاز دی جائے یا اعمال صالح کئے جائیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور ہماری فلاح کا باعث ہیں۔ ہم اسے ایک امر مستحسن جانتے ہیں۔ کیونکہ تمام سلف صالحین نے اسے اچھا جان کر اس پر مداومت فرمائی ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ عرس کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے وصال کے لئے یادگار ہو۔ "اور ایسے ہی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی بیرونہ شد علما نے دیوبند بھی فیصلہ یافتہ مسئلہ صلی ۱۰۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں "کہ ہاتھیں تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔ نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ پس اسی مصلحت کی بناء پر بھی گیارہویں اور اعراس وغیرہ کے لئے دن مقرر کیا جاتا ہے۔

(۸) تاریخ معمود یعنی جب کسی کی وفات یا وصال ہو اس دن انکی روح خصوصیت سے متوجہ ہوتی ہے ان کے لئے ایصال ثواب کیا جائے تو وہ دعائیں دیتے ہیں تفصیل

دیکھئے فقیر کا رسالہ ”عرس کا ثبوت“ اسی لئے تعین سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ عام ارواح اور محبوبانِ خدا کی دعائیں نصیب ہوگی۔

مخالفین کی نقاب کشائی :

ہمارا اور مخالفین کا جھگڑا تعین کے متعلق نہیں یہ تو صرف انکا بہانہ ہے دراصل وہ معتزلہ کے مذہب کو نئے روپ میں زندہ کرنا چاہتے ہیں عمداً یا لاشعوری میں (واللہ اعلم) معتزلہ کا مذہب ہے کہ مرنے کے بعد مردہ نہ فائدہ دے نہ لے سکتا ہے اسی لئے ایصالِ ثواب کے قائل نہیں (شرح عقائد) اب یہ لوگ کھلم کھلا تو ایصالِ ثواب کا انکار نہیں کر سکتے کیونکہ معتزلہ بدنام ہو کر مرنے لیکن ایصالِ ثواب کی تمام صورتوں کا انکار کرتے چلے جائینگے لیکن ایصالِ ثواب کے اقرار کے باوجود اب تعین میں اڑ گئے اور اسے بدعت اور ناجائز کہہ کر خود بھی ایصالِ ثواب سے محروم ہیں۔ تجربہ شہاد ہے کہ انکا بڑے سے بڑا مولوی وفات پا جائے کبھی اس کے لئے نہ فاتحہ نہ درود ہم نے تو کبھی نہیں سنا کہ فلاں مولوی صاحب مر گئے ہیں ان کی فاتحہ ہوگی قل خوانی ہوگی، جہلم ہوگا اگر کوئی کہیں کرتا ہے تو رسمی طور اور بس اور ہمارے غریب سے غریب اور جاہل بھی ہو تو ایصالِ ثواب ہر طرح سے ہوگا اور یہی عین مراد ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہو، وہ بیچارہ انتظار کرتا ہے کہ اولاد ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی کی طرف سے اس کو دعائے تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اتنا ثواب عظیم ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے۔ اور مردوں

کے لئے زعموں کا خاتمہ یہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

(مشبہ الایمان، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی صالح مرد یا عورت کا درجہ ایک دم بلند ہو جاتا ہے، تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجے اور مرتبے میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری غلامی اولاد کے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت ہی امت موجود ہے۔ اس کے افراد اپنے گناہ لئے قبروں میں داخل ہوتے ہیں اور جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کے سر پر گناہوں کا کوئی بوجھ نہ ہوگا۔ ان کی اولاد، دوستوں، رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کی دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (طبرانی)

(قاعدہ) جب مردے کو ایصالِ ثواب سے فائدہ ہے مگر تعین اور دیگر خلیے بہانے بنانے کا کیا معنی۔ ان جیلوں بہانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ معزلہ کے مذہب کو زندہ کرنا چاہتے ہیں لیکن الحمد للہ اہلسنت اپنے مردگاں سے پیادہ رکھتے ہیں اسی لئے کوئی انکے کہنے پر نہیں آتا، اور نہ آئیگا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اہلسنت کے مذہب پر زندہ رکھے اسی پر موت دے اور اسی مذہب میں اٹھائے۔

(آمین) انقلد والسلام

الفقیہ القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی

۲ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ